فکر و نظر

قانون سازی کی بجائے
کتاب و سنّت کی دستوری حیثیت
کا اعلان کیجئے!

اِک شور اٹھا، ایک طوفان برپا ہوا کہ "عورت کی نصف گواہی نامنظور!" اور وُہ جو ہمیشہ سے عورت کو چراغِ خانہ کی بجائے شمعِ محفل بنانے کی کوششوں میں مصروف تھے، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو اپنی عیّاشیوں کے راستے کا روڑا خیال کرتے —— اور کتاب وسنّت کی فضاؤں میں اپنی خواہشات کا دم گھٹتا محسوس کرتے تھے، اس نعرۂ "مستانہ" کو سن کر میدان میں آ گئے —— چنانچہ ہر کہ ومہ نے گواہی سے متعلقہ قرآنی آیات پر طبع آزمائی کی اور وُہ نئے نئے مطالب اور مفاہیمِ قرآن سامنے آئے کہ اقبال کی زبان میں:

> ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
> خُدا و جبرائیل و مصطفٰے را!

کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اخبارات اور رسائل میں اس سلسلہ کی طول طویل بحثوں کا آغاز ہو گیا —— لیکن اِدھر سے آواز آئی، ہم بھی عورتیں ہیں، تاہم نصابِ شہادت کے خلاف آواز اٹھانے والی عورتوں کو خدا اور اس کے رسولؐ کا باغی تصور کرتی ہیں۔ ہمیں وہی فیصلہ منظور ہے جو اس بارے میں اللہ ربّ العزت اور اس کے رسول، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کر دیا ہے!

——— ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ نصابِ شہادت کے خلاف آواز بلند کرنے والی عورتوں نے دوسرا حربہ آزمایا۔ اور "عورت کی دیت مرد کے برابر ہونی چاہیے" کا آسمان سر پر اُٹھا لیا ——— اس پر بھی خاصی لے دے ہوئی اور بالآخر یہ چیلنج کی ان لہروں نے علماء کے دروازوں پر دستک دی ——— اور ہم نے دیکھا کہ وہی علماء، جو اس سے قبل صرف اور صرف فقہ حنفی کے حصار میں محصور رہنے پر مُصر تھے، اس میں اپنے تئیں غیر محفوظ خیال کرتے ہوئے کتاب و سنّت کے وسیع دامنوں میں پناہ لے رہے تھے ——— اسی پر بس نہیں، انہوں نے اس پروگرام کو خوشخبری سے موسوم کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ:

"ہم نے راجہ ظفر الحق صاحب کی زیرِ صدارت نیا مسودہ بنایا ہے کیونکہ یہ جھگڑا ختم نہیں ہو پاتا تھا۔ اس پر تمام کمیٹیوں نے بیٹھ کر یہ مسودہ تیار کیا ہے ——— دیت قرآن و سنت کے مطابق طے کی جاتے گی، مگر اس کی مقدار کتنی ہوگی، یہ سپریم کورٹ پر چھوڑ دی گئی ہے اور ہمارے خیال میں یہ آپ کو قبول ہوگا!

——— قارئینِ کرام اس اجمال کی تفصیل محدث (شمارہ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ) میں ملاحظہ فرما چکے ہیں!

چنانچہ یہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے ——— روزنامہ "جسارت" اپنی ۱۸ جولائی ۸۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"قصاص اور دیت کے مسودہ قانون کے بارے میں مجلسِ شورای کی خصوصی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تمام ارکان کے درمیان بحث و تمحیص کی مشترکہ اساس قرآن و سنت ہے۔ کمیٹی کے ارکان میں ممتاز علمائے کرام، قانون کے پیشے کے منجھے ہوتے ارکان، تعلیم یافتہ خواتین اور اقلیتی برادریوں کے وسیع المشرب ارکان شامل ہیں جنھوں نے بحث کے دوران قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی سے حوالے پیش کیے ..... اس بات پر اتفاق رائے ظاہر کیا گیا کہ عورتوں سمیت دیت کے نصاب کا تعین قرآن و سنت

کی تعلیمات کے مطابق کیا جائے گا اور اس بارے میں شرعی عدالت یا سپریم کورٹ کے شریعت بنچ کی تشریح قابل قبول ہوگی۔!"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک پروگرام پر عملدرآمد کا تعلق ہے یہ ٹھیک چل رہا ہے۔ البتہ "قابلِ قبول" ہونے کی توقعات خوش فہمی ہی بن کر رہ گئیں، کیونکہ "ناقابلِ قبول" ہونے کا اعلان ہو بھی چکا ہے —— ۲۶ جولائی ۸۴ء کے روزنامہ "جنگ" کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

"قصاص و دیت کا مسئلہ منتخب اسمبلی پر چھوڑ دیا جائے!"

اس عنوان کے تحت اخبار مذکور لکھتا ہے:

"خواتین کی دس تنظیموں پر مشتمل ...... کوآرڈی نیشن کمیٹی نے کہا ہے کہ خواتین کے لیے صرف وہی قانون قابلِ قبول ہو سکتا ہے جو انصاف اور برابری پر مبنی ہو اور قانون سازی کے اس بین الاقوامی طور پر مسلّمہ اصول کے خلاف خواتین کے حقوق کے منافی جو قانون بھی بنایا جائے گا، وہ ناقابلِ قبول ہوگا —— کمیٹی نے خبردار کیا ہے کہ خواتین کے حقوق پر بندش کو خواتین پر مشتمل آبادی کی حمایت حاصل نہیں ہوگی اور خواتین اس بندش کے خلاف مؤثر مہم چلائیں گی۔ ...... کمیٹی نے مجلسِ شوریٰ کی خواتین ارکان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اجتماعی طور پر شوریٰ کے اس اجلاس سے واک آؤٹ کریں جس میں اس قسم کے امتیازی قوانین پر بحث کی جائے۔ کیونکہ ایسے اجلاس میں بیٹھے رہنا خواتین کی توہین کے مترادف ہوگا!" —— (اس کے بعد اخبار مذکور نے ان دس خواتین تنظیموں کے نام گنوائے ہیں)

شوریٰ کے معزز اراکین اس خبر کو بار بار پڑھیں —— کیا اس کے الفاظ پکار پکار کر یہ تقاضا نہیں کر رہے ہیں کہ اسلام میں قانون سازی کی دروسری مول ہی نہ لی جائے اور صرف کتاب و سنّت کی دستوری حیثیت کا اعلان کر دیا جائے؟ —— یعنی ابتداء میں ہی قبلہ درست کر لیا جائے، اور پھر "وَمَا

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ" کے مصداق ہر شخص کھل کر سامنے آجائے کہ کتاب و سنت کا فیصلہ کس کے لیے قابلِ قبول ہے اور کس کے لیے ناقابلِ قبول؟ کون" وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا" کی خوشخبری سننے کو بے قرار ہے اور کون" وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ" کی صف میں شامل ہو کر " وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا" کی وعید سننا پسند کرتا ہے؟ —— ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ اعلان ہو جائے تو کسی شخص کو" ناقابلِ قبول" کا نعرہ لگانے کی جرأت ہی نہ ہو گی۔ کیونکہ اس صورت میں واضح طور پر وہ اسلام کا باغی قرار پائے گا!

ہمارے نزدیک موجودہ بےچینی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مفروضات پر قانون سازی کی عمارت استوار کی جارہی ہے، حالانکہ صحیح فکر یوں ہے (اور شارٹ کٹ بھی) کہ کتاب و سنّت کی دستوری حیثیت کے اعلان کے بعد پیش آمدہ مسائل کا فیصلہ اسی مرتب و متعین دستور کے مطابق کیا جائے، اور یا پھر کتاب و سنّت کی روشنی میں ان کا حل تلاش کیا جائے۔ اسی کا نام اجتہاد ہے، لیکن جو مفروضات کی بنیاد پر نہ ہو گا —— ہاں جب بھی کوئی اجتہادی مسئلہ پیش آئے گا، شریعت اس بارے میں ہماری رہنمائی ضرور کرے گی۔

مجلسِ شوریٰ کی پوری تاریخ، شوریٰ کے ارکین کے سامنے ہے —— کیا سالوں پر محیط اس پوری کارروائی کے دوران اس قانون سازی کے مراحل سے گزرتے ہوئے اس دردسری کا احساس انہیں ابھی تک نہیں ہوا؟ —— اور نتائج کیا ہیں؟ —— کیا ہنوز روزِ اوّل کا معاملہ نہیں؟ —— مذکورہ خبر میں خواتین کے یہ الفاظ بالخصوص قابلِ غور ہیں:

"قانون سازی کے اس بین الاقوامی طور پر مسلّمہ اصول کے خلاف خواتین کے حقوق کے منافی جو قانون بھی بنایا جائے گا وہ ناقابلِ قبول ہو گا!"

—— کیا یہ کہنے کی جرأت انہیں آپ کی اس قانون سازی نے عطا نہیں

کی ؟ —— "اس بین الاقوامی طور پر مسلمہ اصول" کا حوالہ کیا اسی لیے نہیں دیا جارہا کہ ان پر یہ واضح ہی نہیں، مسلمہ اصول صرف اور صرف کتاب و سنت ہیں ؟ —— آپ نے اگرچہ ان خواتین کو "کتاب و سنت سے مطابقت" کا حوالہ دے کر وقتی طور پر جان چھڑالی تھی، لیکن کیا وہ پھر مقابلے پر نہیں آگئیں ؟ —— صرف اس لیے کہ جب قانون بنانا ہی ٹھہرا تو یوں نہیں، یوں بنالیا جائے —— اگر ایسا بنا تو قابلِ قبول، لیکن اگر ویسا بنا تو ناقابلِ قبول، واک آؤٹ اور اس کے خلاف مؤثر مہم چلانے کی دھمکیاں ! —— اس کے برعکس اگر یوں کہہ دیا جائے کہ ہمارا دستور کتاب و سنت ہے، اسلام میں دستور سازی کی سرے سے گنجائش ہی موجود نہیں۔ لہٰذا ہم وہی کچھ کریں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے فرما دیا، اور اس معاملہ میں کسی کی رُو رعایت نہیں کی جائے گی، کسی کی ایک نہ سُنی جائے گی، تو کیا آپ سستے نہ چھوٹ جائیں گے ؟ —— اور پھر کیا، جو اس کی مخالفت میں صف آرا ہوگا، اس کو اپنے انجام کے بارے میں کوئی غلط فہمی باقی رہے گی یا اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں وہ اپنے تئیں حق بجانب تصور کرے گا ؟

پس خدارا، اگر آپ نے کتاب و سنت کا نام لیا ہی ہے تو ان کی حیثیت بھی پہچان لیجئے، جس قدر جلد آپ یہ کام کرلیں گے، اسی قدر یہ ہم سب کے لیے مفید رہے گا !

اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی —— سوال یہ ہے کہ پورا اسلام کیا صرف قانونِ شہادت اور قصاص و دیت ہی کا نام ہے ؟ —— قصاص و دیت کا مسودہ ۱۹۸۰ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے سال بھر کی محنت کے بعد مرتب کرکے حکومت کو پیش کیا تھا، پھر یہ مجلسِ شوریٰ میں پیش ہوا —— گویا اس کی ابتدا ۱۹۷۹-۸۰ء میں ہوئی۔ اب چھٹا سال گزرنے کو ہے۔ اس دوران یہ کئی مراحل میں سے گزرا، اور آج تک اس پر بحث و تمحیص کا یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آیا —— دن رات کام بھی ہو رہا ہے اور بات کسی نتیجہ تک بھی نہیں پہنچ پاتی، کہ اب فضاؤں میں پھر سے ایک نئے طوفان کے آثار نظر آنے لگے ہیں —— کیا یہ بات سوچنے

کی نہیں کہ ابھی سینکڑوں دیگر مسائل نپٹانے کے لیے پڑے ہیں۔ چنانچہ موجودہ تمام قوانین کو مسلمان بنانے کی رفتار اگر یہی رہی اور بشرطیکہ یہ مسائل طے ہو ہی جائیں تو اس دینِ رحمت کی گھنگھور گھٹاؤں سے شائد ہی ہماری چوتھی یا پانچویں نسل سیراب ہو سکے گی — پھر پاکستان کے ان کروڑوں مسلمانوں کا کیا بنے گا جو آج زندہ موجود ہیں، اور حکومت کی طرف سے نفاذِ اسلام کے وعدہ کے ایفاء کی آس لگائے بیٹھے ہیں؟ — آہ! آج تک کوئی ایک قانون بھی مسلمان ہو سکا نہ نافذ العمل ہونے میں آیا، لیکن کہنے کو بہت کچھ ہو چکا، بہت کچھ ہو رہا ہے اور بہت کچھ ہو کر رہے گا! — سنو، اے مسلمانو، اسلام ان جھمیلوں کا نام تو نہیں — یہ راہ اتنی دشوار گزار تو نہ تھی، جس قدر کہ ہم نے اسے بنا لیا ہے، دین تو نہایت آسان ہے — "اَلدِّیْنُ یُسْرٌ" — بالکل سیدھا سادا ہے — "دِیْنًا قِیَمًا" — اس میں کوئی کجی نہیں — "وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا" — لیکن کوئی سیدھے راستے سے آئے بھی تو! — "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" — آمین!

(اکرام اللہ ساجد)

ردِّ تقلید اور حجیتِ حدیث

حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۸ صفحات	حافظ عبدالرشید اظہر	۹ روپے صرف

ناشر ادارہ محدث ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور - ۱۴ فون: ۸۵۲۸۹۷